Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کبھی نہیں ۔ یہ روسی ہے ۔ میں روسی، ہسپانوی اور لاطینی پڑھ رہی ہوں۔ ہسپانوی میرا خاص مضمون ہے ۔ میرو سے میں ہر وقت ہسپانوی بولا کرتی تھی۔"

"اب روسی کس سے بولتی ہو؟" میں نے کہا۔

"صرف اپنے پروفیسر سے ۔ یہ بڑی مشکل زبان ہے ، پر بڑی خوبصورت ہے ۔ ابھی ابھی میں پیٹر ودسکی کی کہانی پڑھ رہی تھی۔ اگلے سال روس جا کر ریسرچ کروں گی ۔ میں روس جانا چاہتی ہوں ۔ ماسکو ۔ اس شہر میں ایسا اسرار ہے ۔ زار کا اور راس پوٹن کا ماسکو، ٹالسٹائی کا اور دوستووسکی کا اور نجنسکی اور رمایاکوسکی اور پاسترنک کا ماسکو ۔ اس شہر کا ایک کیریکٹر ہے ، اپنی جگہ پر الگ اور انوکھا اور برگزیدہ اور پرکشش ۔ جیسے پیرس کا اور وی آنا کا کیریکٹر ہے ۔ ان جگہوں کا نام آتے ہی ذہن میں داستانیں جاگ پڑتی ہیں ۔ نیویارک یہاں سے چند سو میل کے فاصلے پر ہے لیکن وہاں جانے کا خیال کبھی میرے دل میں نہیں آیا ۔ ہو سکتا ہے کہ اگر میں وہاں جاؤں تو اس کی وسعت اور گرانڈیل پن سے مرعوب ہو جاؤں لیکن باہر سے وہ میرے لیے کوئی کشش نہیں رکھتا ۔ میں شاید کبھی نیویارک نہ جاؤں میں روس جانا چاہتی ہوں ۔ تم بھی روس جانا چاہتے ہو؟"

"میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہوں ۔" میں نے کہا۔

"اوہ —" وہ چشمہ اتار کر میز پر رکھتے ہوئے بولی، "تم مشرق کے رہنے والے اتنے جذباتی ہوتے ہو۔"

"میں جنوب مشرقی ایشیا کا رہنے والا ہوں ۔" میں نے فخر سے اُسے بتایا۔

"گو ہسپانوی بھی بڑے جذباتی ہوتے ہیں ۔" اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

"تمہیں سپین سے عشق ہے؟"

"نہیں —" وہ پھر اداس ہو گئی۔ "لیکن میرو سے میرا بڑا بھائی چارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔"

"بھائی چارہ ؟"

"کیمپس پر تم کس کس سے ملے ہو؟" اُس نے دفعتاً موضوع تبدیل کر دیا۔

میں نے اُسے بتایا کہ سوائے ڈین آف دی فیکلٹی آف سائنس کے، جس نے کہ آج رات مجھے کھانے پر بلا رکھا ہے، اور کھانا کھلانے والے بوڑھے جم کے میں اور کسی کو نہیں جانتا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم ادھر آ گئے اور مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ میں بڑے کام کی آدمی ہوں۔" وہ پھر خوش دلی سے باتیں کرنے لگی، "یونیورسٹی کے ایک گروہ میں میں سخت غیر مقبول ہوں اور دوسرے گروہ میں بے حد ہر دل عزیز ہوں۔ قصہ مختصر یہ کہ کیمپس بھر میں میں شیطان کی طرح مشہور ہوں۔ سارا اسٹاف مجھ سے سخت نفرت کرتا ہے کیونکہ میں بے حد ذہین ہوں۔ تمہیں مجھ سے مل کر بے حد خوشی ہو گی۔ میری شخصیت بڑی رنگا رنگ ہے۔" اس نے عینک چڑھا کر مسخرے پن سے میری طرف دیکھا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

خفیف سی بوکھلاہٹ کے باوجود میں بھی اس کے ساتھ جی کھول کر ہنسا۔ جب ہم ہنستے ہنستے رکے تو ساری اجنبیت دور ہو چکی تھی۔ میں نے کوٹ اتار کر کھونٹی پر ٹانگا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ دیر تک وہ مجھے یونیورسٹی کی تاریخ، ٹرم کی ساری مصروفیات اور دلچسپیوں کے بارے میں بتلاتی رہی۔ میں نے اسے اپنے ملک کے حالات اور اپنی طالب علمی کے زمانے کے چند قصے سنائے جن کو اس نے گہری دلچسپی سے سُنا۔ باہر بارش لگاتار ہو رہی تھی لیکن کمرے میں سنٹرل ہیٹنگ کی وجہ سے ہلکی ہلکی حرارت تھی اور اس وقت اس کے قریب بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے مجھے عجیب سے ذہنی سکون اور فراغت کا احساس ہوا۔ اس نے ہلکے مزاحیہ انداز میں اپنے قریبی دوستوں، ان کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں اور راحتوں اور ان کی مسخرے پن کی حرکتوں کا ذکر کیا۔ باتیں کرتے کرتے وہ دفعتاً اُداس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو جاتی اور پھر کھلکھلا کر ہنسنے لگتی۔ اس ایک گھنٹے میں میں نے اس کے چہرے کو کئی بار اترتے اور چڑھتے ہوئے اور اس کی آنکھوں کو کئی بار رنگ بدلتے ہوئے دیکھا۔ آخر باہر جب اندھیرا بڑھ گیا اور بارش ختم گئی تو وہ کندھے جھٹک کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ چلو چلیں۔"

جب میں کھونٹی سے کوٹ اتار کر پہن رہا تھا تو بالکل بھول چکا تھا کہ یہاں آئے ہوئے مجھے ابھی دوسرا دن ہے اور اس جگہ میں قریب قریب مکمل اجنبی ہوں۔

"بیچارے پٹرودسکی کی کہانی ـــ" وہ روسی رسالہ بند کرتے ہوئے بولی۔ اخبار اور رسالے سمیٹ کر ترتیب وار رکھتے ہوئے اس نے بتایا کہ کومن روم کا منتظم چونکہ ابھی تک نہیں پہنچا اس لیے ڈین نے چار لڑکیوں کی ایک ایک دن کے لیے ڈیوٹی لگا دی ہے۔

"آج میری ڈیوٹی تھی۔ کم بخت سب لوگ کہیں مر گئے ہیں۔ کوئی بھی نہیں آیا۔ سارا دن میں بڑی محنت سے اخباروں کو بے ترتیبی سے پھیلاتی رہی، جیسے کہ ابھی ابھی بہت سے لوگ یہاں سے اُٹھ کر گئے ہیں۔ تمہیں کچھ پتا چلا؟"

"تم بڑی مکار ہو۔" میں نے کہا۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہو گئی۔

دروازے میں چابی گھماتے ہوئے اس نے رازدارانہ انداز میں بتایا: "تم نہیں جانتے یہ ڈین جنکنز سخت کمینہ آدمی ہے ـــ" برآمدے کی سیڑھیوں پر رک کر اُس نے احتیاط سے بالوں پر سرخ سکارف باندھا، چہرے پر بارش کی مہین پھوار کو محسوس کیا اور ایک مختصر سا، گہرا، جذباتی قہقہہ لگایا۔

"یہاں کی آب و ہوا کے بارے میں تو میں نے تمہیں بتایا ہی نہیں۔ یہاں پر، شاید تم نے نوٹ نہیں کیا، چاروں طرف پہاڑیاں ہیں جن پر اکثر بارش ہوتی رہتی ہے۔ اور جب خزاں کی پہلی بارش ہوتی ہے تو موسم یک لخت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدل جاتا ہے اور سردی بڑھ جاتی ہے اور میپلوں کے رہے سہے پتے بھی گر جاتے ہیں اور انسان کے دل میں فضا میں اُڑنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے — اس طرح — اگر میرے پَر ہوتے، اگر میرے پَر ہوتے تو میں اُڑ کر اُس شاخ پر جا بیٹھتی جہاں سے ابھی ابھی پتے گرے ہیں۔ اس طرح — اس طرح —" اُس نے پرندے کی طرح بازو ہوا میں پھیلائے اور دوبارہ منہ اوپر اُٹھا کر آنکھیں بند کر کے ہنسی۔

شام کی ملگجی روشنی میں اُس کی جلد میں سے روشنی اور خوشبو کی لپٹیں نکل رہی تھیں اور اس کی خوبصورت پیشانی پر خوشی کا نور تھا اور اس کے دانت سفید ہیروں کی طرح چمک رہے تھے اور سکارف میں سے نکلی ہوئی اس کے بالوں کی لٹ میری ٹھوڑی کو چھو رہی تھی۔ میں مبہوت کھڑا رہا۔

"تم بڑی خوبصورت ہو۔" میں نے اپنے آپ کو کہتے ہوئے سُنا۔

اُس کے پھیلے ہوئے بازو آہستہ آہستہ نیچے آ گرے۔ "اچھا؟" اس نے پوچھا۔

کوئی جواب نہ پا کر وہ میری طرف رُخ کر کے کھڑی ہو گئی اور چہرہ اُوپر اُٹھا کر بولی: "مجھے چومو۔"

پریشانی کے مارے میں آنکھیں جھپکنے لگا۔

"چومو —" اس نے تقریباً درشتی سے کہا۔

میں نے جھک کر آہستہ سے اُسے پیشانی پر چوما۔

"بس؟" اُس نے ایک لمبا سانس چھوڑتے ہوئے اطمینان سے پُوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" میں نے احتجاج کیا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔" وہ رسان سے بولی، "ساری دنیا کی دوستی اور رفاقت کے بعد بھی مردوں کے دل میں ایک خواہش باقی رہ جاتی ہے، عورت کو مجبور کرنے کی، پابند کرنے کی خواہش، اور ان کے پاس تخیل کی اس قدر شدید کمی ہوتی ہے کہ دنیا جہاں کے مسئلوں کے بعد اسی بات پر آ کر ان کی نان ٹوٹتی ہے: "تم بڑی خوبصورت ہو۔" اس کے بعد عورت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، کمزوری پیدا ہوتی اور قید پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ محبوبہ بن سکتی ہے، دکھ سہہ سکتی ہے اور دکھ دے سکتی ہے لیکن دوستی نہیں کر سکتی — اور مجھے افسوس ہے سلطان حسین کہ میں صرف دوستی کر سکتی ہوں۔ بس! اب ٹھیک ہو گیا نا سلطان حسین! تمہارے سارے بکھیڑے میں نے آنِ واحد میں ختم کر دیے ہیں۔ تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اب ہم پھر برابر کی سطح پر آ گئے ہیں۔ اب نہ تمہیں مزید بننے کی ضرورت ہے نہ مجھے۔ اب ہم دونوں آزاد ہیں۔ تم جہاں چاہو، جس وقت چاہو مجھے چوم سکتے ہو اور آزاد ہو سکتے ہو۔ سمجھ گئے؟"

میں خاموش کھڑا خفت اور برہمی کی وجہ سے ہونٹ کاٹتا رہا۔ اس کا چہرہ اُتر گیا۔

"انہی باتوں کی وجہ سے میں لڑکوں کی اکثریت میں غیر مقبول ہوں، بلکہ بدنام ہوں۔ لیکن جو میرے دوست ہیں، بڑے عزیز دوست ہیں۔ اب تمہاری مرضی ہے جس گروپ میں چاہو شامل ہو جاؤ — چلو —" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دوڑتی ہوئی سیڑھیاں اُتری۔

تاریک پھوار میں بھیگتے اور سڑک پر جگہ جگہ رکے ہوئے پانی کو پھلانگتے ہوئے وہ پھر اپنے ہلکے، تمسخرانہ لہجے میں باتیں کرنے لگی: "ارے میں نے اپنے ذاتی کارنامے تو تمہیں بتائے ہی نہیں۔ پہلے سال میں نے دانتے کی بیتریس پر ایک مضمون لکھا تھا جو بڑا مشہور ہوا اور جس پر سال کے بہترین مضمون کا انعام مجھ کو دیا گیا اور جو یونیورسٹی پریس نے کتابی صورت میں شائع کیا اور جس کا ترجمہ میرو نے ہسپانوی میں کیا اور میڈرڈ کے ایک پبلشر کو بھیجا جو سخت کمینہ نکلا اور اسے صاف ہضم کر گیا۔ بہرحال بڑا معرکۃ الآرا مضمون ہے۔ تمہیں دوں گی، اسے پڑھنا۔ تمہاری ذہنی تربیت کے لیے مفید ثابت ہوگا۔" وہ ہنسی۔ "اور تم آج ڈین کے ہاں کھانے پر جا رہے ہو، مجھ سے چند ٹپ لے لو، بڑے فائدے میں رہو گے۔ یہ ڈین رچرڈس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑا کمینہ ہے، مجھ سے سخت نفرت کرتا ہے، کبھی کسی کو کھانے پر نہیں بلاتا۔ تم چونکہ ایشیاء سے ــ معاف کرنا، جنوب مشرقی ایشیاء سے پہلے طالب علم آئے ہو اس لیے لیکن تم نے اگر اُس کے کتّے کی تعریف کر دی تو سمجھ لو بیڑا پار ہو گیا۔ اس کے دروازے پر ایک ہاتھی نما جانور ملے گا۔ یہ سینٹ برنارڈ ہے۔ تم اس سے بالکل مت ڈرنا، بڑا غبی، کاہل اور نکما کتا ہے۔ لیکن اس کی تعریف کرنا مت بھولنا۔ اور برڈ واچنگ (Bird Watching) ڈین رچرڈس کی ہابی ہے اس میں بے حد دلچسپی کا اظہار کرنا، ورنہ وہ سخت برا منائے گا۔ یہ باتیں اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو ــ"

"تم نے کہا کہ وہ تم سے نفرت کرتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ارے ہاں، وہ یوں ہوا کہ پچھلے "کرسمس بال" کے خاتمے پر رات کے گیارہ بجے جب ہم جمکین ہال سے نکلے تو لڑکوں کے اصرار پر چوری چھپے ان کے ہوسٹل چلے گئے اور لونج میں رقص کرنے لگے۔ انہوں نے دیوار پر ایک نیوڈ (Nude) ٹانگ رکھی تھی۔ رات کا ایک بجا ہو گا کہ ڈین رچرڈس کو کسی نے خبر کر دی۔ تمہیں پتا ہے لڑکوں کے ہوسٹل میں ہمارا جانا منع ہے۔ خبر ہمیں وقت پر اطلاع مل گئی اور ہم میں سے چند تو صوفوں کے پیچھے چھپ گئیں اور جو باہر رہ گئیں وہ ترتیب سے کھڑی ہو کر کیرل (کرسمس کے بارے میں مذہبی گیت) گانے لگیں۔ جب ڈین ہمارے سر پر چڑھ آیا تو ہم نے معصومیت سے اُسے بتایا کہ ہم تو کیرل گاتی ہوئی یہاں سے گزر رہی تھیں۔ خیر جناب، ہم زور زور سے گاتے ہوئے باہر نکل آئے۔ اندر ڈین کی نظر نیوڈ پر جا پڑی۔ پھر تو وہ پانچ منٹ تک لال پیلا ہو کر گرجتا رہا اور جاتی دفعہ تصویر اتار کر لے گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہم دیر تک میزوں پر بیٹھے سگریٹ پیتے اور بور ہوتے رہے۔ پھر کسی نے کہا کہ ڈین رچرڈس کا کارٹون بنایا جائے۔ یہ تجویز اتفاقِ رائے سے منظور ہوئی اور مجھے کارٹون بنانا پڑا جسے ہم نیوڈ کی جگہ ٹانگ کر اپنے ہوسٹل واپس آ گئے لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح کسی بیوقوف نالائق چور نے جا کر اُسے بتا دیا کہ رات اس کے جانے کے بعد ہم پھر وہاں پر موجود تھے اور یہ کہ بلانکلا ولیمز نے اس کا کارٹون بنا کر دیوار پر ٹانگا ہے۔ وہ خود اُسے دیکھنے کے لیے وہاں آیا۔ اس دن سے لے کر وہ مجھ سے سخت جلا ہوا ہے۔ لیکن میں اس کی پہنچ سے باہر ہوں۔ ڈین جنکنز مجھے بہت اچھا جانتا ہے۔ تم بہرحال اپنی خیر چاہتے ہو تو اسے مت بتانا کہ آج شام تمہاری ملاقات مجھ سے ہوئی۔ یہ دیکھو ہمارا گرجا ہے، کسی روز اندر سے چل کر تمہیں دکھاؤں گی۔ یہ ریفیکٹری ہے جہاں ہم دن میں تین بار زہر کھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ پرسوں باٹرن آجائے گا، اس سے ملنا۔ ایک دم ڈیوائن ڈارلنگ آدمی ہے۔ اچھا میری سرائے آگئی، پھر ملاقات ہوگی۔ شب بخیر ــــ"

ٹرم شروع ہوئے تین روز ہو چکے تھے۔ میں دن بھر اپنے پروفیسر کے ساتھ لیبارٹریوں میں مارا مارا پھرتا رہا تھا۔ شام کو تھک ہار کر لوٹا، کپڑے تبدیل کر کے کھانا کھانے گیا اور واپس آکر لیلیٰ کو خط لکھنے بیٹھ گیا۔

"بھائی جان مجھے ساری جگہوں کی اور سارے لوگوں کی ساری باتیں لکھیے گا۔ اچھا؟" جب میں گھر سے چل رہا تھا تو اُس نے اپنا چھوٹا سا منہ اٹھا کر کہا تھا۔

رات کے دس بجے ہوں گے۔ میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ باہر ان کا شور سُنائی دیا۔ اس شور میں تیز، باریک نسوانی چیخوں کی آوازیں تھیں۔ میں جلدی سے سیڑھیاں اُتر کر باہر نکل آیا۔ سڑک کے دو رویہ لڑکے کھڑے تھے۔ دور سے مشعلوں کا جلوس چلا آرہا تھا۔ جب قریب آیا تو میں نے عجیب منظر دیکھا۔ سو ڈیڑھ سو لڑکیاں شب خوابی کے لباس میں ملبوس عجیب افراتفری کے عالم میں بھیڑوں کے گلّے کی طرح ایک دوسرے سے لگی ہوئی بوکھلائے ہوئے چہروں کے ساتھ چلی آرہی تھیں، بھاگ رہی تھیں، رک رہی تھیں، لڑکھڑا رہی تھیں، گریبانوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو سمیٹ رہی تھیں، جسم چرا رہی تھیں، بالوں کو سنوار رہی تھیں، سردی سے کپکپا رہی تھیں، چیخیں مار رہی تھیں، رو رہی تھیں اور خجالت سے ہنس رہی تھیں۔ ان کے گرد اگرد سینیئر لڑکیوں کا حلقہ تھا جو ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعلیں لیے ان کو ہنکائے لیے جا رہی تھیں۔ سڑک کے دونوں طرف لڑکوں کا مجمع قہقہے لگا رہا تھا۔ ایک مشعل کی روشنی میں میں نے بلانکا کو پہچانا۔ باتمن مجھے بتا رہا تھا:

"یہ فراش (پہلے سال کی لڑکیاں: Frosh) کا "پاجامہ جلوس" ہے۔ یہاں کی بڑی پرانی روایت ہے۔ بچاری نئی نئی آتی ہیں۔ پہلے ایک دو روز تک سینیئر لڑکیاں دارو غہ بنی ہوئی انہیں ساتھ ساتھ لیے پھرتی ہیں۔ جب انہیں دنیا کی مجموعی اچھائی پر یقین ہونے لگتا ہے تو ایک رات کو جب وہ بستروں میں گھس کر سونے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں آگ آگ کا شور مچا کر ان کو اسی حالت میں باہر نکال لیا جاتا ہے اور سارے کیمپس پر ہانکا جاتا ہے۔ کئی لڑکیاں اس کے بعد صدمے کی وجہ سے کئی روز تک کلاسوں میں نہیں جا سکتیں۔ قاعدے کی رو سے صرف دوسرے سال کی لڑکیاں اس چھوٹی سی کمپنگی میں حصہ لیتی ہیں مگر بلانکا ہر سال ان میں شریک ہو جاتی ہے۔ پروفیسر اس بات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ساتھ میں جین کو بھی کھینچ کر لے جاتی ہے تو وہ جین ہے۔ وہ دیکھو بلانکا کے پیچھے۔ لائبریری سائنس پڑھ رہی ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم شادی کر رہے ہیں۔"

جلوس کے گزر جانے کے بعد ہم دیر تک سڑک پر کھڑے باتیں کرتے رہے۔ آسمان پر بڑا سا چاند نکلا ہوا تھا۔ خزاں کی بڑی خنک، شفاف، لٹھے کی طرح کھڑکھڑاتی ہوئی رات تھی۔ میپل کے پتے ہمارے بالوں پر گر رہے تھے۔ باتمن سے میں چار روز پہلے ملا تھا۔ اکنامکس کا پوسٹ گریجویٹ تھا اور بلانکا کے بہترین دوستوں میں سے تھا۔ بڑا سلجھا ہوا، خوش شکل، ٹھوس قسم کا نوجوان تھا۔ اس کے والدین آئرلینڈ سے آ کر کینیڈا میں بس گئے تھے۔ ڈبلن کا، جو اسے تھوڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھوڑا یاد تھا، ابھی تک بڑے پیار، بڑی اُداسی سے ذکر کرتا تھا، جس طرح ہم سب اپنے بچپن کی خواب ناک، خوبصورت جگہوں کو پیار اور اُداسی سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن اُس رات سڑک کے کنارے رک کر اس سے باتیں کرتے ہوئے میرے دل میں نوجوانی کا اوّلین زور تھا اور میں اس بات سے بے خبر تھا کہ ساری اچھائی اور ساری نوجوانی اور ساری خوبصورتی کہانیوں کی طرح ہمارے خوابوں میں اور گمشدہ محبوب چہروں میں اور پارسال کے گرے ہوئے پتوں میں دیکھنے پر اور دیکھتے رہنے پر کہیں کہیں سے اُبھر آتی ہے، ڈوب جاتی ہے۔

مہینے کے وسط میں "خزاں کے رقص" کا موقع آیا۔ باٹرن نے مجھ سے کہا:

"کیوں نہیں تم بلانکا سے اپنے ساتھ چلنے کو کہتے۔"

"پتا نہیں وہ جائے یا نہ جائے،" میں نے کہا، "اور پھر مجھے ناچنا واچنا تو آتا ہی نہیں۔"

"جہاں تک مجھے علم ہے وہ کسی ایک لڑکے میں آج کل دلچسپی نہیں لے رہی۔ تم پوچھ کر تو دیکھو۔" باٹرن نے کہا۔

میں نے فون کیا۔ بلانکا نے معذرت کرتے ہوئے کہا وہ ایک اور لڑکے کے ساتھ جانے کا وعدہ کر چکی ہے، اور یہ کہ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ میرا اُس کی طرف خیال ہے ورنہ وہ ضرور میرے ساتھ جاتی، وغیرہ وغیرہ۔

باٹرن کندھے اچکا کر لاپروائی سے ہنسا۔ "کوئی بات نہیں۔ میں تمہارے لیے لڑکی کا انتظام کرتا ہوں۔"

لیکن شام سے پہلے پہلے بلانکا کا فون آگیا: "سلطان آف دی ساؤتھ ایسٹ ایشیا، تمہارے لیے میں نے ایک کومین تلاش کر لی ہے۔" وہ کہہ رہی تھی، "اب انکار مت کرنا۔ پہلے سال کی بڑی ہی خوبصورت اور نازک مزاج لڑکی ہے۔ کل ہال جانے سے پہلے اُسے ہوسٹل کی سیڑھیوں پر سے لے لینا۔ اس کے لمبے لمبے سیاہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بال ہیں۔ تعارف خود ہی کر لینا۔ ازابلا اس کا نام ہے۔"

مغربی کینیڈا کے جنگلوں میں خزاں کے ہزاروں رنگ ہوتے ہیں۔ گرنے سے پہلے پتے زرد، سرخ، سیاہ، سبھی رنگ بدلتے ہیں۔ جیکسن ہال میں خزاں کے رقص کی شام کو ان سارے رنگوں کی کاغذی جھنڈیاں لہرا رہی تھیں اور برقی قمقمے روشن تھے۔ ہال کے چکنے فرش پر آدھ گھنٹے تک ازابلا مجھے بال روم ڈانسنگ کے ابتدائی گُر سمجھاتی رہی۔ پھر ہم تھک کر بیٹھ گئے اور ہلکی پھلکی گفتگو کی سعی شروع کی۔ اس کے لچھے دار سیاہ بال تھے اور براؤن آنکھیں تھیں اور چہرے پر تل ہی تل تھے اور سیدھا سادا جسم تھا۔ انگریزی ادب پڑھ رہی تھی۔ اگر اس میں دلربائی ذرا زیادہ ہوتی تو پرکشش ہو سکتی تھی لیکن وہ بڑی سنجیدہ اور مخلص لڑکی تھی اور انگریزی ادب کے سوا اُسے کچھ نہ آتا تھا، جس سے مجھے دور کا واسطہ بھی نہ تھا، چنانچہ گفتگو زیادہ دیر تک نہ چل سکی۔ جلد ہی ہم اپنے اپنے مشروبات کے گلاس تھامے کونے کی میز پر بیٹھے ہال میں اوٹ پٹانگ ناچ ناچتے ہوئے قہقہے لگاتے اور گاتے ہوئے جوڑوں اور چھوٹے چھوٹے گروپوں کو اکتاہٹ سے دیکھنے لگے۔ دو ایک بار بائرن جین کے ساتھ رقص کرتا ہوا پاس سے گزرا۔ ازابلا سے رقص کی درخواست کرنے اور کوئی لڑکا ابھی تک نہ آیا تھا مگر وہ مطمئن تھی، کیوں کہ وہ پہلے سال کی ان چند ایک لڑکیوں میں سے تھی جو باقاعدہ طور پر کسی مرد کے ہمراہ آئی تھیں۔ خزاں کا رقص فراش کے لیے عام تعارف کا موقع بھی ہوتا ہے، چنانچہ اُن میں سے زیادہ تر اکیلی آئی تھیں اور دو دو چار چار کر کے دیواروں کے ساتھ ساتھ کھڑی تھیں۔ اسی طرح پہلے سال کے لڑکے چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بیٹھے تھے اور اُنہیں تاک رہے تھے۔ جب کسی پُرشور رقص کی دھن اندھا دھند بجنے لگتی تو وہ ایک ساتھ اُٹھتے، مجموعی جرأت کے بل پر آگے بڑھتے، سرخ ہو ہو کر منہ میں منمناتے اور جو لڑکی سامنے آجاتی اس کے ساتھ ناچنے لگتے۔ میرے لیے یہ منظر مجموعی طور پر بڑا مزاحیہ تھا۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر زیادہ تر جوڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تشکیل پا چکے تھے اور نئی دوستی کے جوش میں کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔ میں ازابلا سے گفتگو شروع کرنے کی ایک آخری کوشش کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں آپ کے ساتھ ناچنے کی سعادت حاصل کر سکتی ہوں؟" بلانکا نے نیم تمسخر، نیم سنجیدگی سے پوچھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اُس کے بال چمکتے ہوئے سنہرے رنگ کے تھے۔ چند لحظے تک گھبراہٹ میں آنکھیں جھپکتے رہنے کے بعد میں ازابلا سے رسمی طور پر اجازت لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہم ہال کے فرش پر آ گئے۔

"گنواروں کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مت دیکھو۔ بالوں کو رنگ کروانا میری ہابی ہے۔" رقص کرتے ہوئے وہ بولی۔

"اچھا؟"

"کاش کہ آنکھوں کا رنگ بدلوانے کا بھی کوئی طریقہ نکل آتا تو میں اُنہیں بھی رنگواتی۔"

"تمہارے بالوں کا اصل رنگ اچھا ہے۔"

"اوہ، سخت غلطی ہو گئی۔ تم سے پوچھے بغیر میں نے ایسی نازیبا حرکت کر دی۔ اچھا معاف کر دو۔ اگلی بار تم سے لکھ کر اجازت نامہ حاصل کر لوں گی۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" میں نے کہا۔

"اور کیا مطلب تھا؟" وہ بڑے یقین، بڑی لاپرواہی سے بولی، "اچھا خاصا ناچ لیتے ہو۔"

"ابھی ابھی ازابلا سے سبق حاصل کیا ہے۔"

"ازابلا؟ ارے ہاں تم نے بتایا ہی نہیں۔ ازابلا پسند آئی؟"

"بہت۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بڑی پیاری لڑکی ہے۔"

"بہت۔"

"بڑی ذہین ہے۔"

"بہت، بہت۔" میں نے جل کر کہا۔

ایک لمحے کو رک کر اس نے میری طرف دیکھا، پھر مجھے کھینچتی ہوئی کوریڈور میں لے گئی۔

"مجھ سے خفا ہو؟" برآمدے کی نیم تاریکی میں اس نے آنکھیں اُٹھا کر پوچھا۔

"نہیں۔"

"مجھے چومنا چاہتے ہو؟"

"نہیں۔"

"ازابلا کو۔"

"نہیں، نہیں۔" میں نے غصّے سے کہا۔

"کیوں؟"

"ہماری طرف اس کا رواج نہیں ہے۔"

اُس کا چہرہ اُتر گیا۔ "اسی لیے تم جذباتی ہو۔" وہ اداسی سے بولی، "میرو بھی تھا۔ تم لوگ اُلجھنیں پیدا کرتے ہو۔ جذباتی آدمیوں سے مجھے ڈر لگتا ہے۔"

"اس لیے کہ تم خود جذباتی ہو۔" میں نے کہا۔

اُس نے دہل کر میری طرف دیکھا، خفیف سا لڑکھڑائی، پھر سنبھل گئی۔ اندر رقص پورے شباب پر تھا۔ اونچی اونچی کھڑکیوں کے راستے ہال کی تیز روشنی کے ساتھ ساتھ باتوں اور قہقہے اور گھسٹتے ہوئے پیروں کا ملا جلا شور باہر آ رہا تھا۔ وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑی تیز تیز پلکیں جھپکا رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کی آنکھوں کی وہ غیر قدرتی چمک، وہ مسکراتا ہوا تمسخر لوٹ آیا جس سے وہ ساری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دینا کا، ساری انسانیت کا مذاق اڑاتی رہتی تھی، جس نے ایک لمحے کے لیے مجھے پاگل کر دیا۔ دفعتاً اس نے اچک کر میری گردن میں ہاتھ ڈالا، سر نیچے کھینچ کر مجھے ہونٹوں پر چوما اور اندر بھاگ گئی۔

جب میں واپس آیا تو ازابلا غائب ہو چکی تھی۔ میں نے اُسے تلاش کرنے کی تکلیف نہ کی۔ اس شام کو مجھے صحیح طور پر پتا چلا کہ بلانکا لڑکوں میں کس حد تک مقبول تھی۔ میں نے یکے بعد دیگرے ایک درجن بار اس کے ساتھ رقص کرنے کی کوشش کی لیکن اول تو میں اس تک پہنچ ہی نہ پایا اور اگر کبھی چند قدم تک ناچ بھی لیا تو فوراً ہی کسی نے عقب سے آکر میرے کندھے کو ٹھوکا دینا شروع کر دیا اور مجھے ہر دفعہ بادلِ نخواستہ اس کا ہاتھ نو وارد لڑکے کے ہاتھ میں دے پیچھے ہٹنا پڑا۔ ازابلا مستقل ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ ناچ رہی تھی۔ ایک بار قریب سے گزرتے ہوئے رک کر اس نے اپنے ساتھی سے میرا تعارف کرایا۔ چھوٹے سے قد اور کھڑے کھڑے کانوں والا پہلے سال کا لڑکا خوردبینی شیشوں والی عینک کے نیچے خوش گواری سے مسکرایا۔ مجھے ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر دلی خوشی ہوئی۔ ناچ کی آخری، تیز، پُرشور دھنیں بج رہی تھیں اور سینکڑوں تھکے ہوئے، گھسٹتے ہوئے پاؤں کا زور ٹوٹ رہا تھا۔ پھر شام کا آخری والز ہوا۔ دھیما اور نرم اور پُر وقار اور مشکل اور رومانٹک — اس رقص کے ناچنے والوں کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ناچ نہیں ہے۔ میرے دل میں ایک نامعلوم سا، بے وجہ غصہ آہستہ آہستہ بل کھا رہا تھا۔ وقفے وقفے پر اس کو محسوس کر کے میں سخت متعجب ہوتا، اسے دبانے کی کوشش کرتا، پھر بھول جاتا۔ اُس کی ہر دم مسکراتی ہوئی، طنز کرتی ہوئی، حقیر جانتی ہوئی آنکھوں میں، اس کی ہر دلعزیزی میں، اس کی طبیعت کے ہرجائی میلان میں ایک گہرا سربستہ، مشتعل کرنے والا، پاگل کر دینے والا اسرار تھا۔ اس کے متبسم ہونٹوں کے خم میں ایک خاموش حقارت تھی جو ہر ایک سے یہ کہتی ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم ہوتی تھی: "میں تمہیں جانتی ہوں۔ تم میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہو۔ مجھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟"

شب بخیر کے شور میں کوٹ پہنے گئے۔ باہر رات سرد اور ویران اور خوشگوار تھی۔ موٹر گاڑیوں کے دروازے کھل رہے تھے، بند ہو رہے تھے۔ تھکی ہوئی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، کھل رہی تھیں۔ میں ازابلا کے بازو پر ہاتھ رکھے باہر نکلا۔ سڑک کے کنارے وہ اپنے گروہ کے ساتھ کھڑی تھی۔

"ہلو بلانکا۔ شب بخیر ــــ" میں نے جسم چرا کر نکل جانا چاہا۔

اس نے میرے بازو پر ہاتھ رکھا۔ "انسانوں سے اپنے آپ کو وابستہ مت کرو سلطان حسین، ورنہ انہی بھول بھلیوں میں رہ جاؤ گے۔ آزادی اصل چیز ہے۔" اس نے کہا۔

"اچھا؟" میں نے بے خیالی سے چاروں طرف دیکھا۔ رات کے آخری قہقہے لگائے جا رہے تھے، رات کے آخری بوسے لیے جا رہے تھے، بوسے جو میپل کے پتوں کی طرح ایک ایک کر کے یہیں گر پڑیں گے، قہقہے جو اس رات کی تاریکی میں منجمد ہو جائیں گے، جو ہمیشہ یاد آتے رہیں گے اور ہمیں مدتوں جوان رکھیں گے، جو کہیں دکھائی نہ دیں گے اور بہتے ہوئے پانی میں شامل ہو جائیں گے۔

"شب بخیر سلطان۔"

"شب بخیر بلانکا، شب بخیر ازابلا۔"

"شب بخیر، بہت بہت شکریہ"

"تمہارا بھی شکریہ۔"

"شب بخیر، شب بخیر، شب بخیر۔"

میں اپنی پڑھائی میں پوری طرح مصروف ہو چکا تھا۔ دو ایک بار بلانکا سے ملنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ ملی۔ وہ ہر وقت اس قدر مصروف رہتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھٹی کے دن سہ پہروں کو میں اور بائرن آس پاس کے پہاڑی جنگلوں میں لمبی لمبی سیروں کو جاتے۔ جنگل بڑے خاموش اور رنگین ہوتے تھے۔ انہی سہ پہروں میں مجھے پتا چلا کہ بائرن معاشیات کا طالب علم ہونے کے علاوہ چھوٹا موٹا فلسفی بھی ہے اور یہ کہ وہ مستقل جستجو میں ہے لیکن ابھی تک اپنے آپ کو تلاش نہیں کر پایا۔ انہی جنگلوں میں اس نے مجھ سے کہا:

"بلانکا بڑی ابنارمل لڑکی ہے۔ اتنی کامیابی سے اپنے آپ کو چھپائے رکھتی ہے۔ کبھی کسی کو سمجھنے کا موقع نہیں دیتی۔ یہ اس کا آرٹ ہے۔ جو کچھ کہ وہ کہتی ہے اور کرتی ہے اس کے بالکل برعکس اس کی زندگی ہے۔ ایک وقت تھا جب میں خود اُس کے پیچھے خاصا دیوانہ ہو رہا تھا، لیکن وہ اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس نے مجھ سے کہا: 'بائرن، تمہیں پتا ہے ہم اتنے اچھے دوست ہو سکتے ہیں، صرف اگر تم یہ دیوانگی چھوڑ دو۔ تم اتنے پیارے آدمی ہو ——' اس کے بعد میں سنبھل گیا۔ اب وہ میری عزیز ترین دوست ہے۔ لیکن کوئی شخص اس کے نزدیک جا کر اُسے سمجھ نہیں سکتا۔ سب بے کار ہے۔"

وہ خاموش، حسین جنگل اور دھوپیلی سہ پہریں اور آہستہ آہستہ جاگتا ہوا، مضبوط ہوتا ہوا احساسِ رفاقت میری زندگی میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

پھر بائرن اچانک چند دن کے لیے غائب ہو گیا۔ اتوار کے روز بلانکا کا فون آیا: "سلطان، بائرن پر آرٹ کا دورہ پڑا ہے۔ وہ شہر میں اپنے کسی آرٹسٹ دوست کے ہاں چھپا ہوا ہے۔ مجھے بھی پتا نہیں کہاں۔ صرف جین سے اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اپنے آپ کو تلاش کرنے کی اس کی یہ آخری منزل ہے۔ تھ تھ تھ۔ بے چارہ ڈیوڈ فٹز جیرلڈ بائرن ——"

میں نے اُسے بعد دوپہر سیر کو چلنے کی دعوت دی جو اُس نے تھوڑے سے تامل کے بعد منظور کر لی۔ جنگل اُسی طرح خاموش اور سحر آلود تھا اور چمکیلی دھوپ پتوں سے ڈھکے ہوئے راستوں پر پڑ رہی تھی۔ بلانکا مستقل باتیں کر رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی، پچھلے چند روز کی مصروفیات کی باتیں، اپنے بے مثل، ہلکے، تمسخرانہ، اُداس لہجے میں۔

"یاد رکھنا بائرن ایک نہ ایک روز اپنے آپ کو پالے گا، میرا یقین ہے۔ اُس کے بعد وہ صحیح معنوں میں کوئی کام کر سکے گا۔"

"تم لوگ اپنے آپ کو کیوں اتنا پُراسرار بنائے رکھنے پر مصر ہو۔" میں نے چڑ کر پوچھا۔

"اسرار، میرے عزیز دوست، بڑی ضروری چیز ہے۔" وہ طنز سے ہنسی، "ہم بڑے کمینے لوگ ہیں، سب کے سب۔ ہمارے اندر بڑی کمزوری ہے، بڑی بددیانتی ہے۔ اسے چھپانے کی خاطر، اپنی کشش کو قائم رکھنے کی خاطر ہمیں بہت سے اسرار کی ضرورت پڑتی ہے، سمجھ گئے؟ چلو اُس نوجوان جنگل میں چلیں۔ یہ بوڑھا جنگل مجھے پریشان کر دیتا ہے۔"

ہم پرانے جنگل میں سے نکل کر پتلے پتلے نوعمر درختوں والے جنگل میں داخل ہوئے۔ راستوں پر چڑھی ہوئی نوجوان، مردہ پتوں کی تہہ پتلی اور سرد تھی۔ آخیر خزاں کی سردی کے اثر سے درخت ننگے ہو چکے تھے اور دھوپ ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ بلانکا ایک بڑی سی چٹان پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

"ابھی کچھ روز میں برف باری شروع ہو جائے گی۔ پھر یہ سارا سحر ٹوٹ جائے گا۔ پھر یہ ساری جگہیں ایک سی ہو جائیں گی۔ خزاں کا سحر اتنی کم عمر پاتا ہے۔ سارے سحر کم عمر پاتے ہیں۔ تم نے میرا پتا کیا تھا؟"

"ہاں۔ پچھلے دو ہفتوں میں تین بار۔"

"کیوں؟"

"بس یونہی۔ تم سے ملنا چاہتا تھا۔"

"ملنا چاہتے تھے؟" اُس نے بے خیالی سے دہرایا۔

"تم مصروف تھیں۔ تم ہر وقت مصروف رہتی ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے لہجے کو محسوس کر کے اُس نے سہم کر میرے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"ٹھہرو۔ تم کہیں مجھ سے محبت تو نہیں کرنے لگے!"

"ہرگز نہیں،" مَیں نے ڈھٹائی سے کہا، "میں ایسی حماقت کرنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔"

"تو ٹھیک ہے۔" وہ ہنسی، "پھر ہم میں دوستی ہو سکتی ہے۔ سب لوگ مجھ سے بغیر پوچھے محبت کرنے لگتے ہیں۔"

"تم کو بڑی خوش فہمی ہے۔" میں نے جل کر کہا۔

"خوش فہمی نہیں سلطان حسین صاحب، سچی بات ہے۔" وہ دوبارہ ہنسی، "ایکو ایک کرنے لگتا ہے محبت مجھ سے۔ اس لیے کہ میں ان سب لڑکیوں سے، جنہیں وہ جانتے ہیں اور جن سے وہ ملتے ہیں، اس قدر مختلف ہوں۔ یہ ان کا قصور نہیں اور نہ میرا ہے اور میں تمہیں ایک اور بات بتاؤں۔ تم چاہے جتنا بھی اکساؤ میں کبھی خفا نہ ہوں گی۔ خوش فہمی کا طعنہ دینے کی بجائے اگر تم کہہ دیتے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں تو بھی ٹھیک تھا۔ میں نے اس سے کہیں بری بری باتیں سُنی ہیں — اس کے باوجود ساری دنیا سے میری دوستی ہے۔ ہے نا؟"

"ہو گی۔" میں منہ پھلا کر بیٹھا رہا۔

"دیکھو سلطان، اگر تم مجھے برداشت نہیں کر سکتے تو میں ابھی اُٹھ کر جا سکتی ہوں۔"

"ارے نہیں بھئی —" میں کھسیانا ہو کر ہنسا، "میں تو کچھ اور سوچ رہا تھا۔"

وہ ہنسی اور اپنے مخصوص تیز، کمینے، ناقابلِ تشریح انداز میں باتیں کرنے لگی۔

اس کے بعد ہم کئی بار جنگل کی سیر کو گئے۔ کبھی کبھی بائرن اور جین بھی ہمارے ساتھ آ ملتے اور ہم سیر کے بعد شہر جا کر اپنے محبوب ریسٹوران ڈریگن میں آئس کریم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھاتے اور کافی پیتے اور کبھی کبھی جب کسی کے پاس پیسے جمع ہو جاتے تو حاتم طائی کی قبر پہ لات مار کر کھانا بھی کھا لیتے۔ بائرن نے اب داڑھی رکھ لی تھی اور موسیقی اس کا نیا جذبہ بن چکی تھی۔ پڑھائی سے وہ غفلت برتنے لگا تھا اور جین اس کی ذہنی اور روحانی حالت کی طرف سے بہت فکر مند رہا کرتی تھی۔ ہم ہر وقت اسے تسلی دیتے رہتے تھے۔ وہ اس قدر شدید پیاری، سیدھی سادی لڑکی تھی کہ بعض دفعہ مجھے سچ مچ تاؤ آجاتا اور میرا جی بائرن کو بھرے بازار میں پکڑ کر دو چار رسید کرنے کو چاہتا۔ برف باری شروع ہو چکی تھی لیکن ہم باقاعدگی سے باہر جاتے رہے۔ ان دنوں میں غیر شعوری طور پر اس کی بات بات میں معنی تلاش کر رہا تھا۔ اس کے ایک ایک اشارے، ایک ایک حرکت اور اس کی ہر دم متغیر طبیعت کے ایک ایک رنگ کو قریب سے دیکھنے اور ان کی مدد سے اس کی شخصیت کے معمے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ میں غیر شعوری طور پر، بہت آہستہ آہستہ اس کی محبت میں گرفتار ہوتا رہا ہوں۔ اس بات کا علم مجھے بہت بعد میں ہوا۔

کرسمس کی چھٹیاں شروع ہونے سے ایک روز پہلے 'کرسمس بال' منعقد ہوا۔ میں نے بلانکا سے ساتھ چلنے کو کہا۔ وہ پھر ٹال گئی۔

"کس کے ساتھ جا رہی ہو؟" میں نے اصرار کیا۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اُس نے کہا: "مائکل کے ساتھ۔"

"مبارک ہو۔" میں نے کہا اور چلا آیا۔ شام کو اس کا فون آیا:

"سلطان تم ناراض ہو؟ مجھے افسوس ہے کہ اس دفعہ بھی میں تمہارے ساتھ ڈانس پر نہیں جا سکتی۔ مائکل اس قدر نازک مزاج لڑکا ہے اگر میں اس کے ساتھ نہ گئی تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ میں لوگوں کو سمجھتی ہوں۔ لیکن سُنو ہیں نے اپنی ماں سے فون پر بات کی ہے۔ تم کرسمس گزارنے میرے ساتھ چلو! ہمارے گھر چلو گے نا! کہیں اور تو نہیں جا رہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں یقین ہے کہ تمہارے گھر والے اس پر اعتراض نہیں کریں گے؟"

میں نے کہا۔

"ارے نہیں پاگل آدمی، میری ماں نے خاص طور پر تمہیں مدعو کیا ہے۔ ہم کل شام کی ٹرین سے چلیں گے۔ چلیں گے نا؟"

گو میں اُس کے مائیکل کے ساتھ جانے پر اندر ہی اندر جلا بیٹھا تھا لیکن میں نے خوشی سے اُس کے گھر جانے کی دعوت کو قبول کر لیا۔

شام کو ناچ کے اختتام پر اس نے کہا: "کل شام چھ بجے مجھے ہوسٹل سے لے لینا۔ ایک منٹ کی بھی دیر نہ کرنا ورنہ گاڑی نکل جائے گی۔ باقی باتیں رستے میں بتاؤں گی۔"

'کرسمس مبارک۔ کرسمس مبارک' کے شور میں شام کا ہنگامہ ختم ہوا، باہر برف گر رہی تھی۔

اگلی صبح باٹرن نے سامان باندھتے ہوئے آکر مجھے بتایا کہ اسے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ بلانکا صبح کی گاڑی سے جا چکی ہے۔ میں دو منٹ تک کھڑا دیوار کو گھورتا رہا، پھر فون کی طرف لپکا۔ اس کے ہوسٹل سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

"کوئی پیغام؟" میں نے اندھیرے میں ہاتھ چلائے۔

"نہیں سلطان، تمہارے لیے کوئی پیغام نہیں۔" جین بول رہی تھی، "تم متوقع تھے؟"

میں نے بدتمیزی سے فون بند کر دیا۔ میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا تھا ـــــ سوائے اس کے کہ بیگ میں بند کی ہوئی چیزوں کو نکال کر کمرے میں پھیلا دیا جائے، میں نے سوچا ـــــ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

دوپہر کے وقت باٹرن نے پھر میرے کمرے میں جھانکا اور کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ "ایں ـــــ یعنی یہ کیا حرکت ـــــ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جی ہاں۔" میں گرجا، "ڈریسنگ ٹیبل ننگی تھی چنانچہ میں نے اسے اپنا پاجامہ پہنا دیا ہے، اور میرے بوٹوں کے دانت گندے تھے، میں نے انہیں ٹوتھ پلیٹ اور برش دے دیا ہے اور ٹیبل لیمپ کو بوٹ پالش کی ضرورت تھی، میں نے اس پر پالش کر دی اور باقی سب چیزیں بھی اپنی اپنی ٹھیک جگہ پر ہیں۔ آپ کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں، یہ میرا کمرہ ہے۔ اب آپ تشریف لے جائیے۔"

وہ سخت مشکوک نظروں سے گھورتا ہوا باہر نکل گیا۔ پھر میں نے کھڑکی کا شیشہ اُٹھایا اور برف کے اس چھوٹے سے ٹیلے کو، جسے پچھلے تین روز کی برف باری کے دوران میں بڑی احتیاط اور بڑے پیار سے پالتا رہا تھا، ایک زور دار گھونسے کی مدد سے توڑ پھوڑ دیا۔ جمی ہوئی برف کی نازک سوئیاں ہزاروں کی تعداد میں فضا میں بکھر گئیں۔ برف متواتر گر رہی تھی۔ ساری دنیا دودھ کی طرح سفید ہو رہی تھی۔ وہائٹ کرسمس زندہ باد۔ سرو اور پائن کے درخت برف کے بوجھ سے جھکے ہوئے تھے۔ وہائٹ کرسمس زندہ باد۔ میری کرسمس گیٹ آؤٹ۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ کرسمس کو باہر نکال کر میں نے کھٹ سے کھڑکی کا شیشہ گرا دیا۔ برف کے ننھے ننھے، بے آواز، خود سر پھوہے اس پر سر مارتے رہے۔

دوسرے دن مجھے اُس کا ایک مختصر سا خط ملا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اُس کو پورا احساس تھا کہ اس نے سخت بُری حرکت کی تھی کہ مجھ کو اطلاع دیے بغیر بھاگ آئی تھی، لیکن اس کی چند ایک ایسی وجوہات تھیں جو کہ ہم دونوں کی بہتری اسی میں ہے کہ مجھے معلوم نہ ہوں۔ صرف ایک اشارہ ان وجوہات کی طرف اس نے یہ کیا تھا کہ اُس کا اپنی ماں سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ میں نے خط پھاڑ کر پھینک دیا۔

کرسمس بہر حال میں نے اپنے پروفیسر کے ہاں گزاری۔ اس کے بعد کے چند دنوں میں مجھ پر سخت ڈپریشن طاری ہوا۔ انہی دنوں مجھے اس بات کا گمان گزرا کہ میں اس کی محبت میں بُری طرح مبتلا ہو چکا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لیے اس